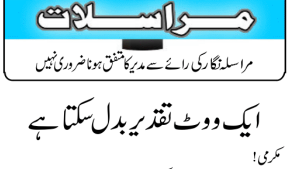

# ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

**پروفیسر اخترالواسع**

**حرف حق**

آج کل ہندوستان میں جمہوریت کا جشن بہار ہے یعنی پارلیمنٹ کے الیکشن کے چھ دور گزر چکے ہیں اور ایک گزرنا باقی ہے۔ شروع میں تو سب خیر سے گزرا لیکن دوسرے انتخابی دور میں کچھ ایسا لگنے لگا کہ حکمراں جماعت کے یہاں سب خیریت نہیں ہے اور وہ اپنی پارلیمانی اکثریت کھو بیٹھنے کے ڈر سے یا پتہ نہیں کسی اور وجہ سے بوکھلا سی گئی ہے اور اس نے مسلمانوں کو نشانہ بنا لیا ہے۔ وزیر اعظم، مرکزی وزیر داخلہ، اتر پردیش اور آسام کے وزرائے اعلیٰ نے خاص طور پر مسلمانوں کو نشانہ بنانا شروع کر دیا ہے۔ سب سے زیادہ تعجب تو وزیراعظم کے رویے پر ہوا جب انہوں نے بانسواڑا (راجستھان) کے ایک انتخابی جلسے میں مسلمانوں کو خصوصی نشانہ بنایا اور سابق وزیراعظم ڈاکٹر منموہن سنگھ کی ایک تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے اس ملک کی غالب ترین ہندو اکثریت کو یہ خوف دلانے کی کوشش کی کہ اگر اپوزیشن اتحاد 'انڈیا' اقتدار میں آ گیا تو یہ تمام مراعات اور تحفظات زیادہ بچے پیدا کرنے والوں اور گھس پیٹھیوں کو بانٹ دیں گے۔ انہوں نے اس سے پہلے یہ بھی کہا تھا کہ فسادیوں کو ان کے لباس سے پہچاننا چاہیے۔ ظاہر سی بات ہے کہ ان کا یہ طرز تخاطب کوئی نیا نہیں تھا بلکہ اگر لوگوں کو یاد ہو تو اس سے پہلے وہ ہم پانچ اور ہمارے پچیس کا نعرہ گجرات اسمبلی الیکشن میں بھی لگا چکے تھے۔ اس وقت میاں مشرف کا نام ان کی زبان پر تھا، اب پاکستان کو بیچ میں لا کر وہ مسلمانوں کو موردالزام قرار دینا چاہتے ہیں لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ بچے زیادہ مسلمان ہی پیدا نہیں کرتے ہیں بلکہ وہ خود بھی، ان کے وزیر داخلہ بھی کئی بھائی بہن ہیں۔ کثرت اولاد کا تعلق غربت اور جہالت سے ہے نہ کہ کسی مذہبی رویے اور رجحان سے۔

جہاں تک گھس پیٹھیے ہونے کا سوال ہے، ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ ہندوستان میں کچھ ہزار مسلمان ہی باہر سے آئے اور بعد میں یہاں کے لوگوں نے جب اسلام کے حریت، اخوت اور مساوات کے جذبے کو دیکھا تو ان کی بڑی اکثریت نے اسلام قبول کر لیا۔ اس میں صوفیوں کی وصل خواہی اور صلح کل کی پالیسی کا بھی دخل تھا جن کی خانقاہوں میں آنے والوں سے ان کا مذہب اور نام نہیں پوچھا جاتا تھا بلکہ کھانے کو پوچھا جاتا تھا۔ ابھی بہت زیادہ عرصہ نہیں ہوا کہ آر ایس ایس کے سربراہ شری موہن بھاگوت نے کہا تھا کہ مسلمانوں کا ڈی این اے عام ہندوستانیوں سے الگ نہیں ہے۔ اگر شری موہن بھاگوت کا یہ کہنا صحیح ہے تو پھر وزیراعظم بتائیں کہ وہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں یا آر ایس ایس کے سربراہ؟

جہاں تک پاکستان کا سوال ہے تو ہندوستانی مسلمانوں کا اس سے کچھ لینا دینا نہیں ہے۔ ایک ایسے وقت میں جب ان کے سامنے پاکستان جانے کے راستے کھلے ہوئے تھے تو انہوں نے جناح اور لیاقت علی خان کی بات نہیں مانی اور ہندوستان میں رہنا قبول کیا تو پھر ان کو پاکستان کا طعنہ دینا کہاں تک جائز ہے؟ یہ تو خود وزیراعظم ہیں جو اپنے اخلاق اور حسن کردار کا نمونہ پیش کرتے ہوئے پاکستان کے وزیراعظم جناب نواز شریف کے یہاں شادی کی دعوت میں پہنچ جاتے ہیں اور پھر طعنہ مسلمانوں کو دیتے ہیں۔ ہم مسلمان ہندوستان کے شہری ہونے پر فخر کرتے ہیں اور یہ بات بہ بانگ دہل کہنا چاہتے ہیں کہ ہم اس ملک کے شہری صرف پیدائش سے ہی نہیں ہیں بلکہ اپنی رضا سے بھی ہیں۔

اسی طرح جہاں تک مراعات اور تحفظات کا سوال ہے، ہم خود بھی مذہب کے نام پر انہیں قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ یہ تو آپ خود ہیں جو کہ مذہب کے نام پر ان کو آپس میں تقسیم کرتے ہیں۔ یہ مذہب کے نام پر ریزرویشن نہیں تو اور کیا ہے کہ اگر کوئی شخص شیڈول کاسٹ اور شیڈول ٹرائب ہندو ہے تو وہ ریزرویشن کا حق دار ہے لیکن اگر وہ شعوری اور دانستہ طور پر اسلام یا عیسائی مت قبول کر لے تو پھر وہ ان تحفظات اور مراعات سے محروم ہو جاتا ہے جب کہ درحقیقت اس نے اپنا مذہب بدلا ہوتا ہے، ذات نہیں۔ ہم ہندوستانی شہری کی حیثیت سے اس کھیل کو خوب سمجھتے ہیں کہ گجرات میں راجپوت اور راجستھان میں پٹیل کس طرح پسماندہ زمرے میں ریزرویشن کے مستحق قرار دیے گئے ہیں۔ ہم صرف یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ہم اس ملک کے باقاعدہ اور باضابطہ شہری ہیں اور اس حیثیت سے اس ملک پر برابر کا حق رکھتے ہیں، محض کرائے دار نہیں ہیں۔ ہم ایک بات اور واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہم اس ملک میں کرکٹ کے بارہویں کھلاڑی کے طور پر نہیں رہنا چاہتے جیسا کہ ہم سب کو بخوبی پتہ ہے کہ کرکٹ کا بارہواں کھلاڑی ٹیم کا حصہ ہوتے ہوئے بھی ہمیشہ کھیل سے باہر ہی رہتا ہے اور ڈریسنگ روم میں اس منفی سوچ کے ساتھ بیٹھا رہتا ہے کہ گیارہ کھلاڑیوں میں سے کوئی ایک کھلاڑی زخمی ہو کر واپس آ جائے اور اسے اپنے جوہر دکھانے کا موقع ملے اور اپنی ٹیم کو کامیابی سے ہمکنار کرے۔

وزیراعظم نے یہ بھی کہا کہ کانگریس ہو یا انڈیا اتحاد کی دوسری پارٹیاں، انہوں نے مسلمانوں کو ہمیشہ ووٹ بینک سمجھا اور کچھ نہیں دیا۔ ہم وزیراعظم کی اس بات سے بڑی حد تک اتفاق رکھتے ہیں لیکن انہیں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ انڈیا اتحاد میں شامل جن پارٹیوں نے ایسا کیا، وہ آج اقتدار سے بے دخل ہیں اور اپنے کیے کی سزا بھگت رہی ہیں، وزیراعظم کو تو کم سے کم اس غلطی کو نہیں دہرانا چاہیے۔ ہندوؤں کو ووٹ بینک بنا کر اور صرف جملوں کی سیاست کر کے بے وقوف نہیں بنانا چاہیے ورنہ ان کا اور ان کی جماعت کا حال بھی عوام اسی طرح کرنے پر مجبور ہوں گے جیسا کہ دیگر سیاسی جماعتوں کا ہندوستانی عوام نے کیا ہے۔

وزیراعظم نے ادھر اپنے رویے میں بلاشبہ تھوڑی سی تبدیلی بھی کی ہے، گنگا میا کے کنارے ہو یا علی گڑھ یا بہار، انہوں نے کہا ہے کہ وہ فرقہ واریت کی سیاست کبھی نہیں کرتے ہیں، ان کا بچپن ہمیشہ مفاہمت اور بھائی چارے پر مبنی رہا ہے۔ عید، بقرعید پر ان کے یہاں کھانا نہیں بنتا تھا کیونکہ وہ مسلمانوں کے گھروں سے آتا تھا، ان کے دوست احباب مسلمان رہے ہیں، بوہرہ سماج کے مسلمانوں سے ان کا خاص تعلق رہا ہے، لیکن پھر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کی پارلیمنٹری ٹیم میں، ان کی کابینہ میں کسی مسلمان کی گنجائش کیوں نہیں نکلتی ہے؟ نجمہ ہیبت اللہ، مختار عباس نقوی اور ایم جے اکبر کے بعد ان کی وزارتی کونسل میں کسی مسلمان کو کوئی جگہ کیوں نہیں ملی؟ وہ خود تو سب کا ساتھ، سب کا وِکاس، سب کا وِشواس اور سب کا پریاس کی باتیں کرتے ہیں لیکن ان کے وزیر داخلہ اور دوسرے پارٹی رفقا کیوں نہیں اس کی تائید کرتے ہیں؟ پھر کیوں لو جہاد، زمین جہاد، یو پی ایس سی جہاد اور ووٹ جہاد کی باتیں کی جاتی ہیں؟

ہم بھارت کے وِشوگرو ہونے، وِکسِت بھارت ہونے کی بھرپور تائید کرتے ہیں لیکن یہ بھی کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ ممکن نہیں جب تک کہ ہم سب مل کر نئے بھارت کی تعمیر کو ممکن نہیں بنائیں گے۔ فرقہ واریت، فسطائیت، مسلمانوں، عیسائیوں اور دلتوں سے نفرت کو ختم نہیں کریں گے۔ ہم وزیراعظم اور ان کے رفقا کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ہم بھی پیار محبت، ہم آہنگی اور خیرسگالی کے ساتھ اپنے وطن عزیز ہندوستان کو جنت نشان بنانا چاہتے ہیں لیکن یہ یاد رکھیے کہ یہ اس وقت تک ممکن نہیں ہوگا جب تک سب مل کر ایک نہیں ہو جاتے ہیں اور اردو شاعر غالب کی زبان میں اس کے تمنائی نہیں بن جاتے کہ:

ہے رنگ لالہ و گل و نسریں جدا جدا
ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیے

(مضمون نگار جامعہ ملیہ اسلامیہ میں پروفیسر ایمریٹس اسلامک اسٹڈیز ہیں)

wasey27@gmail.com

> ہم بھارت کے وِشوگرو ہونے، وِکسِت بھارت ہونے کی بھرپور تائید کرتے ہیں لیکن یہ سب کچھ تب تک ممکن نہیں جب تک کہ ہم سب مل کر نئے بھارت کی تعمیر کو ممکن نہیں بنائیں گے۔ فرقہ واریت، فسطائیت، مسلمانوں، عیسائیوں اور دلتوں سے نفرت کو ختم نہیں کریں گے۔

---

## روس - امریکہ - برطانیہ

# ایک دوسرے کے اثاثوں کو ضبط کرنے کا سلسلہ جاری

**محمد عباس دھالیوال**

**تجزیہ**

گزشتہ دنوں پوتن کو ایک بار پھر مسلسل پانچ یا چھ سال کی مدت کے لیے روس کا صدر منتخب کیا گیا۔ اس سلسلے میں امریکہ کے سابق معاون وزیر خزانہ پال کریگ رابرٹس نے کہا کہ روس کے صدر ولادیمیر پوتن کی اگلی مدت کے دوران امریکہ اور روس کے تعلقات کا کوئی امکان نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ روس امریکہ کا دشمن ہے، دہائیوں کی سرد جنگ سے امریکیوں کو یہ تجربہ حاصل ہوا تھا کہ روس خطرہ ہے اور امریکہ-روس کے تعلقات کے لیے کوئی امید نہیں ہے۔

رابرٹس نے کہا کہ واشنگٹن-ماسکو تعلقات کے معمول پر آنے کی کوئی امید نہ ہونے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ مشرق وسطیٰ میں امریکی خارجہ پالیسی اسرائیل لابی کے زیرکنٹرول ہے۔ انہوں نے کہا کہ مشرق وسطیٰ میں اسرائیل کے مفادات روس کے مفادات سے بالکل مختلف ہیں۔ اسرائیل کا مفاد ایران کی تباہی ہے جو سی آئی اے کے جہادیوں کے لیے روسی فیڈریشن اور سوویت یونین کے سابق وسطی ایشیائی صوبوں میں داخلے کا راستہ کھولے گا، جس سے ایک یوکرین کے بجائے کئی ہوں گے۔

ادھر گزشتہ دنوں فروری میں روس یوکرین جنگ کے دو سال ہونے پر رائٹرز کے مطابق امریکی محکمہ خزانہ کے ڈپٹی سکریٹری ویلی اڈیمو نے کورائٹرز کو بتایا تھا کہ امریکہ یوکرین پر روسی حملے کی دوسری برسی کے موقع پر 500 سے زیادہ اہداف پر پابندیاں عائد کرے گا۔

انہوں نے کہا کہ یہ اقدام دوسرے ممالک کے ساتھ شراکت داری میں اٹھائے جا رہے ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ روسی ملٹری انڈسٹری کمپلیکس کے ساتھ ساتھ تیسرے ممالک کی کمپنیوں کو نشانہ بنائے گا جو روس کو اپنی مطلوبہ اشیا تک رسائی میں مدد فراہم کرتی ہیں۔

دریں اثنا امریکی اٹارنی جنرل نے ایک بیان میں کہا کہ “محکمہ انصاف پہلے سے کہیں زیادہ پرعزم ہے غیرقانونی فنڈز کے بہاؤ کو روکنے کے لیے جو (روسی صدر ولادیمیر) پوتن کی جنگ کو ہوا دیتے ہیں۔ امریکہ پوتن کو جنگ کے لیے فنڈز فراہم کرنے میں مدد اور سہولت فراہم کرنے والے لوگوں کو جوابدہ ٹھہرائے گا۔

اس سلسلے میں گزشتہ دنوں میرک گارلینڈ نے اپنے محکمہ کی طرف سے کریملن اور روسی فوج کے اہم حامیوں کے “تعاقب” اور اثاثوں کو ضبط کرنے کے لیے کئی اقدامات کا اعلان کیا۔ جبکہ نیویارک سے فلوریڈا تک ریاست جارجیا اور واشنگٹن سے ہوتے ہوئے آندرے کوسٹن سمیت کئی تاجروں کے خلاف کارروائی شروع کی گئی۔

امریکی محکمہ انصاف کے مطابق VTB بینک کے سربراہ، دوسرے سب سے بڑے روسی بینک کوسٹن پر منی لانڈرنگ اور دو “لگ ری یاٹ” پر عائد پابندیوں کو روکنے کا الزام ہے۔ جبکہ اس سے قبل اوسیپوف جس پر پہلے 2022 میں امریکی پابندیوں کی خلاف ورزی کا الزام لگایا گیا تھا تو روسی تاجر وکٹر ویکسیلبرگ کی ملکیت والی لگ ری یاٹ “ٹینگو” کے آپریشن کے سلسلے میں بینک فراڈ کے پانچ نئے الزامات عائد کیے گئے تھے۔

ڈپٹی اٹارنی جنرل لیزا موناکو نے کہا کہ یوکرین میں روس کی جنگ کے “سہولت کاروں” کو نشانہ بنانے والے آپریشن کے نتیجے میں تقریباً 700 ملین ڈالر کے اثاثوں کو ضبط کیا گیا۔

مذکورہ پابندیوں کے ضمن میں امریکی صدر بائیڈن نے اپریل میں روس کے امریکہ میں موجود 5 ارب ڈالر کے اثاثے ضبط کرنے کی اجازت دیتے ہوئے عمل درآمد شروع کر دیا تھا۔ ادھر امریکہ کی طرز پر برطانیہ نے بھی یوکرین پر روسی حملے کی دوسری برسی سے دو روز قبل جمعرات کو روس پر 50 سے زائد نئی پابندیاں عائد کرنے کا اعلان کیا۔ اس سلسلے میں برطانوی دفتر خارجہ کا کہنا تھا کہ نئی برطانوی پابندیوں کا ہدف گولہ بارود بنانے والی کمپنیوں، الیکٹرانکس کمپنیوں، ہیروں اور تیل کے تاجروں اور روسی صدر ولادیمیر پوتن کے ہتھیاروں کے ذخیرے کو “کم” کرنا ہے۔

برطانوی وزیر خارجہ ڈیوڈ کیمرون کا کہنا تھا کہ “ہمارے بین الاقوامی اقتصادی دباؤ کا مطلب ہے کہ روس اس غیرقانونی حملے کا متحمل نہیں ہو سکے۔ ہماری پابندیاں پوتن کو ان وسائل سے محروم کر رہی ہیں جن کی انہیں اپنی ناکام جنگ کی مالی امداد کے لیے اشد ضرورت ہے۔” انہوں نے مزید کہا تھا کہ “ہم ایک ساتھ مل کر ظلم کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالیں گے۔ ہم جب تک ضروری ہو، جمہوریت کے لیے یوکرین کی جدوجہد میں حمایت جاری رکھیں گے۔”

امریکہ و برطانیہ کی ضبطیٔ اثاثوں کی کارروائی کے بعد اب باری روس کی تھی، چنانچہ اس سلسلے میں گزشتہ روز روس نے بھی امریکی اثاثوں کو قرق کرنے کی کارروائی شروع کر دی ہے۔ اس سلسلے میں روس میں امریکی اثاثوں کی قرقی کا قانون بظاہر امریکی قانون کا ردعمل ہی مانا جا رہا ہے۔ مذکورہ پابندیوں کے ضمن میں روس کے قانون میں کہا گیا ہے کہ جن کمپنیوں اور افراد کے امریکہ میں اثاثے ضبط ہوں گے، ان کی تلافی روس میں امریکیوں کے اثاثوں سے کی جاسکے گی۔

اطلاعات کے مطابق روس کے صدر ولادیمیر پوتن نے ایک حکم نامے پر دستخط کیے ہیں جس میں روسی حکام کو امریکی کمپنیوں اور افراد کے اثاثوں کو ضبط کرنے کی اجازت دی گئی ہے، جس کا مقصد امریکہ میں ضبط کیے جانے والے روسی اثاثوں کی تلافی کے لیے وسائل مہیا کرنا ہے۔ یہ حکم نامہ جمعرات کو روسی حکومت کی قانون سے متعلق سرکاری ویب سائٹ پر شائع ہوا ہے۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ روس کا مذکورہ حکم نامہ ایک ایسے موقع پر جاری کیا گیا ہے جب دنیا کے سات اہم صنعتی ممالک کے اعلیٰ مالیاتی حکام کا اجلاس شروع ہوا ہے، جس کے ایجنڈے میں سرفہرست یہ سوال موجود ہے کہ مغربی دنیا میں روس کے منجمد کیے گئے اثاثوں سے کس طرح نمٹا جائے۔ 24 فروری 2022 کو یوکرین پر روس کی فوج کشی کے بعد یوکرین اور اس کے بہت سے حامیوں نے مطالبہ کیا تھا کہ روس کے بیرون ملک میں منجمد کیے گئے اثاثوں میں سے 260 ارب ڈالر ضبط کر لیے جائیں، تاہم اس وقت یوروپی عہدے داروں نے قانونی تقاضوں اور مالیاتی استحکام سے منسلک خدشات کا حوالہ دیتے ہوئے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ تاہم امریکی صدر جو بائیڈن نے اپریل میں یوکرین کی اقتصادی خوشحالی اور نئے مواقعوں کی فراہمی کے ایک قانون پر دستخط کیے تھے جس کے ذریعہ انتظامیہ کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ وہ امریکہ میں موجود روسی مملکت کے تقریباً 5 ارب ڈالر کے اثاثوں کو ضبط کر لے۔ اس بات کا امکان بہت کم ہے کہ امریکہ، گروپ آف سیون ممالک اور یوروپی یونین کے دیگر ارکان کے ساتھ کوئی معاہدہ کیے بغیر روسی اثاثوں کو ضبط کر لے گا۔

دوسری جانب پوتن نے جس حکم نامے پر دستخط کیے ہیں، اس میں کہا گیا ہے کہ مرکزی بینک اور جن کمپنیوں اور افراد کے امریکہ میں اثاثے ضبط ہوئے ہیں، وہ عدالتوں سے یہ استدعا کر سکتے ہیں کہ وہ امریکہ میں ان کے اثاثوں کی ضبطی کو غیرقانونی قرار دے۔

اس ضمن میں کہا یہ بھی جا رہا ہے کہ اگر عدالت ان کی درخواست قبول کرتی ہے تو ایک سرکاری کمیشن ضبط شدہ اثاثوں کے معاوضے میں روس میں موجود امریکی شہریوں یا روس میں ان کی ملکیتی کمپنیوں، سیکورٹیز اور روسی کمپنیوں میں ان کے حصے دینے کی پیشکش کر سکتا ہے۔

abbasdhaliwal72@gmail.com

> امریکہ و برطانیہ کی ضبطیٔ اثاثوں کی کارروائی کے بعد اب روس نے بھی امریکی اثاثوں کو قرق کرنے کی کارروائی شروع کر دی ہے۔ اس سلسلے میں روس میں امریکی اثاثوں کی قرقی کا قانون بظاہر امریکی قانون کا ردعمل ہی مانا جا رہا ہے۔

---

## اقوال زرّیں

- ☐ موت سے زیادہ خوفناک شئے، موت کا ڈر ہے۔
- ☐ غصہ ایسا طوفان ہے، جو دماغ کا چراغ بجھا دیتا ہے۔
- ☐ خدا ہر طائر کو رزق دیتا ہے، مگر اس کے گھونسلے میں نہیں ڈالتا۔
- ☐ جس کی توبہ عمل کے مطابق ہو، وہ توبہ قبول ہو جاتی ہے۔
- ☐ آرزو نصف زندگی ہے اور بے بسی موت۔

---

روزنامہ راشٹریہ سہارا
ROZNAMA RASHTRIYA SAHARA NEW DELHI

# عام انتخابات: ایک مرحلہ اور رہ گیا!

19 اپریل 2024 سے پارلیمانی انتخابات کی ابتدا ہوئی تھی۔ الیکشن کمیشن آف انڈیا نے اس بار 7 مرحلوں میں انتخاب کرانے کا اعلان کیا تھا۔ آج چھٹے مرحلے کے انتخابات ہو گئے یعنی اب تک تقریباً 90 فیصد سیٹوں پر انتخابات ہو گئے ہیں۔ ساتویں مرحلے کے انتخابات یکم جون کو ہوں گے۔ اس کے بعد انتظار 4 جون کا رہے گا۔ اسی دن انتخابی نتائج کا اعلان کیا جانا ہے۔ تجزیہ کار اپنے اپنے طور پر یہ سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اس بار کون سی پارٹی کتنی سیٹیں جیتے گی لیکن خاموش ووٹرس کی وجہ سے تجزیوں کے برعکس بھی نتائج آتے ہیں اور پھر اس نئے تجزیے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے کہ انتخابات میں اصل اہمیت کن ایشوز کو دی گئی۔ اس بار بھی پارلیمانی انتخابات کے نتائج آنے کے بعد ہی یہ سمجھنا آسان ہوگا کہ عوام نے کن ایشوز کو زیادہ اہمیت دی ہے۔ بے شک اس بات کے لیے الیکشن کمیشن آف انڈیا کی تعریف کرنی ہوگی کہ وہ اب تک کے انتخابات پرامن ماحول میں کرانے میں کامیاب رہا ہے لیکن یہ کہنا پڑے گا کہ یہ انتخابی دور سابق چیف الیکشن کمشنر آف انڈیا، ٹی این سیشن کے انتخابی دور سے مختلف ہے۔ الیکشن کمیشن آف انڈیا کو حتمی ووٹ فیصد کا اعلان کرنے میں کیا دشواری پیش آئی، یہ تو معلوم نہیں، البتہ اتنی بات طے سی ہے کہ اس نے ووٹ فیصد کا اعلان آرام سے نہیں کیا ہوگا۔ اس بات پر توجہ دی جانی چاہیے کہ انتخابات کے لیے مشین کا استعمال کرنے کے باوجود حتمی ووٹ فیصد کے اعلان میں امید سے زیادہ وقت کیوں لگا۔ بہتر یہی ہوگا کہ آئندہ حتمی ووٹ فیصد کا اعلان کرنے کے لیے ایک وقت متعین کیا جائے۔

دیکھنے میں آیا ہے کہ کئی لیڈران انتخابی تشہیر میں مسلمانوں کا ذکر بڑی شدت سے کرتے ہیں۔ ایسا چاہے وہ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے کرتے ہوں لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ وہ مسلمانوں کی اہمیت سے واقف ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کا ذکر کیے بغیر انہیں بڑی جیت نہیں مل سکتی۔ مسلمانوں پر دیے جانے والے بیانات الیکشن کمیشن آف انڈیا غالباً سننے سے قاصر رہا ہے، کیونکہ اس نے اگر سنا ہے تو یہ سوال فطری طور پر پیدا ہوتا ہے کہ اس نے ایسی کارروائی کیوں نہیں کی جس سے یہ پتہ چلتا، لیڈروں کو کچھ بھی بولنے کا حق نہیں ہے، ضابطۂ اخلاق کا خیال کرتے ہوئے ہی انہیں بولنا چاہیے۔ مسلمانوں کی بدقسمتی یہ ہے کہ ایک طرف انہیں نشانہ بنایا جاتا ہے تو دوسری طرف جو لیڈران خود کو ان کا ہمدرد ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کی ہمدردی فہم سے بالاتر ہے۔ آخر یہ کیسے ممکن ہے کہ مسلمانوں سے تو وہ ہمدردی رکھتے ہیں مگر انہیں نمائندگی دینے کے لیے تیار نہیں؟ 2019 میں بڑی پارٹیوں نے 115 مسلمانوں کو امیدوار بنایا تھا جبکہ اس بار یہ تعداد گھٹ کر 78 رہ گئی۔ اس میں سے کتنے مسلم امیدوار جیتیں گے، یہ کہنا مشکل ہے۔ حالات کو دیکھ کر یہی لگتا ہے کہ مسلمانوں کی ہمدردی کا دم بھرنے والی پارٹیوں کی دلچسپی مسلمانوں کے ووٹ سے تو ہے، انہیں امیدوار بنانے سے نہیں۔ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ انصاف کی باتیں تو کرتی ہیں مگر انصاف دیتے وقت اپنے مفاد کا خیال پہلے کرتی ہیں؟

خواتین کو حق دینے کی باتیں بیشتر پارٹیاں کرتی ہیں لیکن انہیں جائز حق کیسے ملے گا جب آبادی کی مناسبت سے نمائندگی بھی انہیں نہیں مل پاتی؟ رپورٹ کے مطابق، اس بار مجموعی امیدواروں میں 10 فیصد ہی خواتین امیدوار ہیں۔ جمہوریت کی مکمل کامیابی کے لیے جو باتیں اہم سمجھی جاتی ہیں، ان میں یہ بات شامل ہے کہ پارلیمنٹ میں اچھی شبیہ کے باکردار، سماج کو ساتھ لے کر چلنے والے لوگ جائیں۔ اسی لیے اس بات کی کوشش ہوتی رہی ہے کہ منفی شبیہ کے لوگوں کو پارلیمنٹ جانے سے روکا جائے مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ اس بار 20 فیصد امیدواروں نے یہ بتایا ہے کہ ان کے خلاف مجرمانہ معاملے ہیں جبکہ 14 فیصد امیدواروں نے یہ بتایا ہے کہ ان کے خلاف سنگین مجرمانہ معاملے ہیں۔ اس بار کے پارلیمانی انتخابات میں 31 فیصد امیدوار کروڑپتی ہیں یعنی سبھی غریب سیاست میں قسمت آزمانے کے بارے میں نہیں سوچ سکتے بھلے ہی سیاست میں ان کے جانے کا مقصد سماج کی خدمت کرنا ہی کیوں نہ ہو، البتہ خوش آئند بات یہ ہے کہ اس بار نصف سے زیادہ امیدوار یعنی 51 فیصد امیدوار گریجویٹ ہیں یا اس سے زیادہ تعلیم یافتہ ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ عوام کس طرح کے امیدواروں کو جتاتے ہیں، کیونکہ جیت ہار سے بھی پیمانہ طے ہوتا ہے اور اسی مناسبت سے پارٹیاں امیدواروں کا انتخاب کرتی ہیں۔

edit2sahara@gmail.com

---

LETTERS
مراسلات

مراسلہ نگار کی رائے سے مدیر کا متفق ہونا ضروری نہیں

## ہر ایک ووٹ قیمتی ہے

مکرمی!

اٹھارہویں لوک سبھا انتخابات کے چھ مراحل کی ووٹنگ مکمل ہو گئی ہے جبکہ ساتویں مرحلہ کی ووٹنگ یکم جون کو ہوگی اور اس کے بعد نتائج کا اعلان کر دیا جائے گا کہ کس پارٹی یا اتحاد کے سر جیت کا سہرا بندھا یا پھر کس پارٹی یا اتحاد کو شکست کھانی پڑی۔ گزشتہ پانچ برسوں سے ملک میں جس طرح کا ماحول ہے، وہ جمہوریت پسند عوام کے لیے انتہائی تکلیف دہ ہے۔ ہندوستان کی شناخت گنگا جمنی تہذیب جن کے باعث فخر ہے، انہیں یہ بات اندر ہی اندر کھائے جا رہی ہے کہ پارٹیاں اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب، بھائی چارہ اور ہم آہنگی کے ساتھ کھلواڑ کرنے سے بھی باز نہیں آ رہی ہیں۔ ایسے وقت میں سیکولر اور جمہوریت پسند عوام کی ذمہ داری میں اضافہ ہو جاتا ہے کہ وہ ایک ایسی حکومت کی تشکیل کریں جو سب کو ساتھ لے کر چلنے میں یقین رکھتی ہو، جس کے لیے ہندوستان کی ترقی سرفہرست ہو۔ چھ مراحل کے امیدواروں کا فیصلہ عوام کر چکے ہیں جو ای وی ایم میں بند ہے، ساتواں مرحلہ باقی رہ گیا ہے۔ اس ساتویں مرحلہ میں جہاں جہاں ووٹنگ ہونی ہے وہاں کے عوام سے گزارش ہے کہ ووٹ کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ووٹ ضرور دیں اور انتہائی سوچ سمجھ کر کشادہ ذہن کے ساتھ ووٹ دیں۔ ہمارا ایک ووٹ کسی امیدوار کی جیت اور ہار کا باعث ہو سکتا ہے۔ ہر ایک ووٹ قیمتی ہے۔

**شیراز**
پہاڑی بھوجلہ، دہلی-6

## ایک ووٹ تقدیر بدل سکتا ہے

مکرمی!

اٹھارہویں لوک سبھا الیکشن کئی معنوں میں یادگار رہوگا۔ یہ وقت بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ لینے کا ہے۔ اپنا ووٹ کسی ایسے امیدوار کو نہ دیں جو اس کے حق میں استعمال ہو نہ ہو، بلکہ فرقہ پرستوں کی فتح کا سبب بن جائے۔

آئین کی حفاظت، ملک کی سالمیت اور ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب کے لیے ووٹ دیجیے۔ ہمارا ایک ووٹ نہ صرف کسی امیدوار کی ہار جیت کا باعث ہوگا بلکہ ایک ووٹ ہماری تقدیر بدل سکتا ہے۔

**محمد نازش**
اوکھلا، نئی دہلی-25

## سڑک کی مرمت کا مطالبہ

مکرمی!

ایک سال قبل بازارگھاٹ چوراہا تا نیلوفر کینسر ہاسپٹل جانے والی سڑک کی کھدوائی کر کے نئے ڈرینج کی بڑی پائپ لائن بچھوائی گئی تھی، تاکہ اس سڑک کا ڈرینج نظام بہتر ہو سکے۔ ڈرینج پائپ لائن کے کام کو مکمل ہوئے ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن ابھی تک سڑک کی مرمت کا کام ادھورا ہے، جس کی وجہ سے اس سڑک کے ٹریفک کی آمد و رفت میں خلل پیدا ہو رہا ہے اور روزانہ حادثات پیش آ رہے ہیں۔ سڑک کی مرمت نہ ہونے کی وجہ سے جہاں صارفین کو تکلیفوں کا سامنا ہے، وہیں تاجر حضرات بھی خسارہ کا سامنا کر رہے ہیں۔ لہٰذا بلدیہ کمشنر سے درخواست ہے کہ وہ اس جانب توجہ دیتے ہوئے فوری سڑک کی مرمت کا حکم جاری کریں، تاکہ لوگوں کو راحت ملے۔

**سید شمس الدین مغربی**-حیدرآباد

نوٹ: ادارتی صفحے پر شائع مضامین میں مضمون نگاروں کے ذریعہ ظاہر کی گئی آرا ان کی ذاتی ہیں اور ادارہ اس کیلئے کسی طرح سے ذمہ دار نہیں ہے۔

---

سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن کیلئے پرنٹر و پبلشر **ضیاء قادری** نے سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن پریس C-2,3,4، سیکٹر-11 نوئیڈا میں چھپوا کر اور 705-706، ساتویں منزل، نورنگ ہاؤس، 21 کے جی مارگ، نئی دہلی سے شائع کیا۔
Printed & Published by **Zia Qadri**, on behalf of **Sahara India Mass Communication** and Printed at **Sahara India Mass Communication Press**, C-2, 3, 4, Sector-11, Noida and published at **705-706, VIIth Floor, Navrang House, 21 K.G. Marg, New Delhi**
Editor & Group Editor: **Abdul Majid Nizami** (editor.nizami@gmail.com) Resident Editor: **Md. Fakhre Imam** (fimam16@gmail.com) * **ایڈیٹر اینڈ گروپ ایڈیٹر: عبدالماجد نظامی** ■ **ریزیڈنٹ ایڈیٹر: محمد فخر امام**
For Editorial/News: rsahara1@gmail.com ■ **Advertisement (National)**: ■ 9891773434, 9899452476 **Email:**adsahara@gmail.com
www.roznamasahara.com ٹیلی فون نمبر دہلی دفتر: 011-23352369, 23352368، ٹیلی فون نمبر نوئیڈا آفس: **0120-2444755,2598419**، سرکولیشن: 0120-2598274
سال: **24** شمارہ نمبر: **8908** R.N.I. No.71627/99 **Roznama Rashtriya Sahara** (New Delhi) Regd.: UP/BR/GBD-208/2024-2026
* اس شمارہ میں شامل شائع شدہ تمام خبروں کے انتخاب اور ایڈیٹنگ کیلئے ذمہ دار

روزنامہ راشٹریہ سہارا
○ حب الوطنی ○ فرض شناسی ○ ایثار
ہمیں فخر ہے کہ ہم ہندوستانی ہیں